۸۹/۲۰۲۲،۲۰۳ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۱۳/۶/۲۳ھ

59

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ان مسئلوں کے بارے میں

(۱) ایک پراپرٹی کا کام کرتا ہو جس میں وہ بیچنے اور خریدنے والوں کے درمیان معاملہ طے کرواتا ہے اور اس دو فیصد وغیرہ منافع لیتا ہے آیا یہ منافع لینا اس کیلئے جائز ہے یا نہیں؟

(۲) ایک عورت کو وراثت میں کچھ حصہ ملا تو اس نے وہ حصہ اپنے بھائی کو دے دیا پھر کچھ عرصہ کے بعد اس عورت نے کہا کہ میں نے جو حصہ دیا تھا وہ مجھ کو واپس کرو۔ آیا اس شخص کو حصہ کو واپس کرنا ضروری ہے یا نہیں شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

0301-38067884

تفصیل سے جواب مرحمت فرما کر مشکور فرمائیں۔ شکریہ

بلال

نوٹ: مفتی سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ عورت نے جو حصہ دیا ہے ہبۃً دیا ہے اور قبضہ بھی دے دیا ہے

الجواب باسم ملہم الصواب

۱۔ پراپرٹی ڈیلر کا اجرت لینا جائز ہے بشرطیکہ اجرت متعین ہو، اس میں کسی قسم کی جہالت نہ ہو اور اگر اجرت جانبین سے لے تو معاملہ طے کرنے سے پہلے کہہ دے کہ میں اجرت دونوں سے لونگا نیز پراپرٹی ڈیلر کے لیے صرف متعین اجرت لینا ہی درست ہے کسی اور طریقے سے ملنے والی زائد رقم لینا جائز نہیں۔ مثلاً کوئی شخص کہے کہ میری یہ چیز ایک ہزار کی بیچ دو۔ اب یہ ڈیلر اس چیز کو ڈیڑھ ہزار روپے کی بیچ دیتا ہے تو اس کے لیے یہ اوپر والے پانچ سو روپے لینا جائز نہیں بلکہ یہ چیز کے مالک کو ہی لوٹانے ہونگے اور یہ ڈیلر خود صرف متعین اجرت کا ہی مستحق ہوگا۔

۲۔ سائلہ نے جب اپنا حصہ اپنے بھائی کو دے دیا اور اس کے بھائی نے اس پر قبضہ کرلیا تو اب اس کے لیے اپنے بھائی سے اس کا مطالبہ کرنا جائز نہیں۔ اور اس کے بھائی پر اس کا واپس کرنا شرعاً لازم نہیں ہے۔

قال في التاتارخانية: وفي الدلال والسمسار يجب أجر المثل وما تواضعوا عليه أن في كل عشرة دنانير كذا فذاك حرام عليهم. وفي الحاوي: سئل محمد بن سلمة عن أجرة السمسار، فقال: أرجو أنه لا بأس به، وإن كان في الأصل فاسدا لكثرة التعامل، وكثير من هذا غير جائز فجوزوه لحاجة الناس إليه كدخول الحمام وعنه قال: رأيت ابن شجاع يقاطع نساجا ينسج له ثيابا في كل سنة.

(الدر مع الرد: کتاب الاجارة، باب ومطلب في اجرة الدلال ۹/۱۰۷، دار المعرفة)

لو أعطى احد مالا للدلال وقال بعه بكذا دراهم فإن باعه الدلال بأزيد من ذلك فالفاضل أيضا لصاحب المال وليس للدلال سوى الأجرة.

Scanned by CamScanner

(شرح المجلة لرستم باز: كتاب الاجارة، المادة ٥٧٨، ١/ ٣٠٩، دار الكتب العلمية)

(شرح المجلة لخالد الاتاسي: كتاب الاجارة، المادة ٥٧٨، ٢/ ٦٦٧، رشيدية)

(الفتاوى البزازية: كتاب الاجارة، ٥/ ٤٩، ٧١، رشيدية)

(عمدة القاري: كتاب الاجارة، باب أجر السمسرة، ١٢/ ١٣٢، دار الكتب العلمية)

قال: والهبة لخمسة أصناف الرحم محرم .... فلا رجوع فيها متفقاً.

(النتف في الفتاوى: كتاب الهبة، انواع الهبة بالنظر للموهوب له ص ٣١٢ حقانية)

(حاشية ابن عابدين: كتاب الهبة، باب الرجوع في الهبة، ٨/ ٥٩٦، رشيدية)

(الفتاوى العالمگيرية: كتاب الهبة، الباب الخامس في الرجوع، ٤/ ٣٨٥، رشيدية)

(وتتم) الهبة (بالقبض) ولو الموهوب دارا شاغلا لملك الواهب لا مشغولا به .... وفي الرد ..... ولو وهب دارا دون ما فيها من متاعه لم يجز وإن وهب ما فيها وسلمه دونها جاز .... (في) .... (محوز) .. (مقسوم ومشاع لا) .. (يقسم) .... لا تتم بالقبض (فيما يقسم (ولو) وهبه (لشريكه) أو لأجنبي ..... وفي الصيرفية عن العتابي: وقيل يجوز لشريكه، وهو المختار اهـ

(الدر مع الرد: كتاب الهبة، ٨/ ٥٧٢ — ٥٧٦ دار المعرفة) فقط

والله تعالى اعلم بالصواب

كتبه: محمد راشد ڈسکوی
المتخصص في الفقه الإسلامي
بالجامعة الفاروقية بكراتشي
٧/ ٦/ ٣٠ هـ

الجواب صحيح
محمد يوسف افشانی
٨/ ٦/ ٣٠ هـ

الجواب صحيح
[illegible] غفرله
٨/ ٦/ ٣٠ هـ